# کہاں کی دانائی......؟

(عثمان داؤد سیالکوٹی)

اس وقت مسلمانوں کے دل غم آلودہ ہیں۔ دل خون کے آنسو رو رہے ہیں۔ بالوں کو نوچنے کو دل چاہتا ہے۔ غصے کا ایک سمندر ہے۔ جسکا کوئی کنارہ نظر نہیں آتا۔ جو چیز ہاتھ میں آتی ہیں۔ اسکو توڑ دینے کو دل چاہتا ہے۔ پورے عالم اسلام میں ایک کھلبلی مچی ہوئی ہیں۔ ان سب بے چینیوں کا موجب ڈنمارکیوں اور ناروے کے لوگوں بلکہ پورے یورپ کی وہ گھٹیا اور ناپاک حرکت ہے۔ جو انہوں نے ہمارے پیارے نبیؐ کی شان میں کی ہیں۔ اور ہمارے جذبات کو مجروح کیا ہے۔

حضرات گرامی!

ایسی حرکات آج کی نہیں بلکہ نبیؐ پاک کے دور کی بلائیں ہیں۔ جب ابوجہل نے کہا کہ یہ شخص جو سجدہ ریز ہے۔ اسکی کی پیٹھ سے اس اونٹ کی اوجڑی رکھو اور پھر اسکے اس حکم کی تعمیل بھی کی گئی۔ جناب فاطمہ رضی اللہ عنہا نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیٹھ سے اس اوجڑی کو اتارا۔ تو آپؐ نے ان لوگوں کے لئے بد دعا کر دی۔ کہ اے اللہ ان لوگوں کو چن لے ان کو انکے کیفر کردار تک پہنچا دے۔ پھر صحابی کہتے ہیں۔ کہ میں نے ان لوگوں کو جن کا نام نبیؐ ﷺ لیا تھا۔ بدر کے دن سب کو گندے کنویں میں مرا ہوا پایا۔ (نسائی شریف صفحہ نمبر 36 حدیث نمبر 300)

قارئین! معلوم ہوا کہ ایسے لوگ کبھی نہ کبھی اپنے کیفر کردار تک پہنچ جاتے ہیں۔ لیکن جو بات ہم نے سوچنی ہیں۔ وہ یہ کہ ہماری ذمہ داری کیا ہے؟ اور اس گستاخی کا کون سی موجب بنی؟

حضرات! نبیؐ پاک کی گستاخی کی جو چیز موجب بنی وہ ہماری اپنی گستاخیاں ہیں۔ دسمبر سے لیکر اپریل تک ہم نے ایک ہنگامہ کھڑا کیا۔ کہ گستاخان رسولؐ سے بدلہ لیا جائے۔ انکو پھانسی پر لٹکا دیا جائے ہم نے یہ دعوی کیا۔ کہ ہم حرمت رسولؐ پر جان دینے کو بھی تیار ہیں۔ اب اپریل کے مہینے میں ربیع الاول آ گیا اور ہم یعنی پاکستانی عوام ربیع الاول کے مہینے کو بڑے جوش و خروش سے مناتے ہیں۔ کیوں کہ ہمارا عقیدہ ہے۔ کہ ابیع الاول کی 12 تاریخ کو نبی پاکؐ پیدا ہوئے حالانکہ جشن منانا ہی ہماری سب سے بڑی گستاخی اور نافرمانی ہے۔ کیوں کہ 12 ربیع الاول کو نبی پاکؐ پیدا نہیں بلکہ فوت ہوئے تھے۔

محترم قارئین!

آیئے ہم آپ کو اب ان دلائل کی جانب لیے چلتے ہیں۔ جو اس بات کا ثبوت کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲ کو پیدا نہیں بلکہ فوت ہوئے تھے۔ تمام سیرت کی کتب اس بات پر متفق ہیں اور تمام تاریخ کی کتب اس بات پر متفق ہیں کہ نبی پاک ۱۲ کو فوت ہوئے۔ جیسا کہ علامہ سلیمان منصور پوری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''رحمۃ اللعالمین'' میں ذکر کیا ہے: ''کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲ ربیع الاول کو فوت ہوئے۔''

اور علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تاریخ کی کتاب ''البدایۃ والنہایۃ'' میں مختلف اقوال ذکر کر کے نتیجتاً یہ بات ذکر کی کہ مشہور قول یہ ہے کہ ''نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲ ربیع الاول کو فوت ہوئے تھے۔''

اور سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر مشہور کتاب ''سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم'' جو کہ علامہ شبلی نعمانی رحمۃ اللہ علیہ کی ہے۔ وہ صفحہ نمبر ۱۰۴ جلد نمبر ۲ پر ذکر کرتے ہیں کہ ''میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے متعلق ان باتوں کو ذکر کیے دیتا ہوں۔ جن میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ سن وفات ۱۱ ہجری' مہینہ ربیع الاول کا تھا۔ یکم سے ۱۲ تک کوئی تاریخ تھی۔ دوشنبہ (پیر) کا دن تھا۔'' (علامہ شبلی نعمانی)

پھر وہ یہ بات ذکر کرنے کے بعد کہتے ہیں کہ مشہور روایت یہی ہے کہ وہ تاریخ ۱۲ کی تھی۔ جیسا کہ علامہ سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''رحمت عالم'' میں بھی ذکر کیا کہ مشہور روایت ۱۲ تاریخ کی ہے۔

آخر میں ہم اس کتاب کا حوالہ قارئین کے پیش خدمت کرتے ہیں' جس کو دنیا نے اول انعام یافتہ سیرت کی کتاب مانا ہے۔ مولانا صفی الرحمٰن المبارکپوری کی کتاب ''الرحیق المختوم'' جو کہ تمام سیرت کی کتابوں کا خلاصہ ہے اور سعودی حکومت نے اس کو اول انعام یافتہ قرار دیا ہے۔ اس کتاب میں بھی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی تاریخ ۱۲ ربیع الاول ہی ہے۔ اور اس بارے میں مشہور روایت جس کو علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے متعدد اشخاص سے نقل کیا' وہ بھی ۱۲ ربیع الاول کی تاریخ وفات بتائی ہے۔

محترم قارئین! اب ہم کو ان دلائل سے یہ بات واضح ہوئی کہ ۱۲ ربیع الاول کو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم پیدا نہیں فوت ہوئے تھے۔ نبی علیہ الصلاۃ والسلام کی پیدائش کی تاریخ میں اختلاف ہے۔ کچھ ربیع الاول کے اور کچھ علماء کرام محرم کے اور کچھ رمضان المبارک کے مہینہ میں پیدائش بتاتے ہیں اور پھر علماء نے جس تاریخ کو ترجیح دی ہے وہ ۱۲ نہیں بلکہ ۹ ربیع الاول ہے۔ اب ہم ان حضرات سے پوچھتے ہیں کہ ۱۲ ربیع الاول کو جشن منانا یا اس کو عید قرار دینا اور جھنڈیا لگانا' لائٹنگ کرنا' رنگ برنگ کے کھانے پکوانا یہ سب کچھ عقیدت و احترام ہے یا گستاخی......؟ کیونکہ اسی دن نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اس دارفانی سے

کوچ کر گئے تھے۔ ہم سوال کرتے ہیں ان لوگوں سے جو ڈنمارک اور یورپ والوں کو برا کہتے ہیں اور ان کے خلاف آواز بلند کرتے ہیں کہ تم خود کیا کر رہے ہو......؟ ہم (نعوذ باللہ) ڈنمارکیوں کی حمایت نہیں کر رہے بلکہ ہم اس حقیقت سے پردہ ہٹا رہے ہیں جو اس گستاخی کی موجب بنی۔ یعنی کہ ہم خود تو اپنے گریبان میں جھانکتے نہیں اور دوسروں کو برا بھلا کہتے ہیں۔

قارئین! اگر ہم اپنے باپ یا ماں کی نافرمانی یا گستاخی کریں تو کسی گلی محلے والے سے کیا توقع رکھی جا سکتی ہے؟ جس دن حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا پر غم کے پہاڑ ٹوٹے ہم اس دن خوشیاں مناتے ہیں۔ جس دن ہادی کائنات، محسنِ انسانیت اس دنیا سے رخصت ہوئے۔ ہم اس دن ڈھول (نعوذ باللہ) پیٹتے ہیں۔ جس دن صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کی آنکھیں پرنم تھیں۔ ہم اس دن خوشیاں مناتے ہیں اور پھر ہم اس دن کوئی ایک گستاخی کرتے ہیں۔ ٹی وی اور ریڈیو کے چینلز پر بے پردہ کھلے منہ والی عورتوں کو لاکر کھڑا کر دیا جاتا ہے تاکہ وہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح میں شرک سے بھری ہوئی نعتیں پڑھیں۔ جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم ساری عمر عورت کو پردہ کی تلقین کرتا ہے۔ اس کی مدح سرائی بے پردہ عورت کرے اور ساری دنیا دیکھے۔ یہ کتنی بڑی گستاخی ہے۔ یہ کیسی عقیدت ومحبت ہے، جو حقائق کو ہی جھٹلاتی جاتی ہے۔ مجھے تو اس طرح لگتا ہے کہ آپ نے ہری پٹیاں ماتھوں پر نہیں بلکہ آنکھوں پر باندھ لی ہیں اور جو لوگ آنکھوں سے حقیقت کا نظارہ نہ کر سکیں، وہ دل کے ساتھ کس طرح کر سکتے ہیں۔

قارئین کرام! اگر ہم دو منٹ کیلئے اس بات کو مان بھی لیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲ ربیع الاول کو پیدا ہوئے تھے تو پھر بھی اس تاریخ کو جشن منانے کا کہیں بھی ثبوت نہیں ملتا۔ کیونکہ انبیاء کرام کے پیدائش کے دن کو منانا یہودیوں اور عیسائیوں کا کام ہے اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم ہر باب میں یہودیوں اور عیسائیوں کی مخالفت کرتے رہے۔ جیسا کہ علامہ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا یہودی اور عیسائی اپنے نبیوں کی پیدائش کی خوشی میں بہت کچھ کرتے ہیں۔ جن کا شرعی حکم یہ ہے کہ وہ ناجائز ہیں اور جو لوگ ان کی دیکھا دیکھی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کا دن مناتے ہیں، ان کی ہرگز مدد نہیں کرنی چاہئے اور جو اس حوالے سے طعام کی دعوت دے، اس کو قبول کرنا ضروری نہیں اور جو اس تہوار کی مناسبت سے مسلمانوں کو تحفے دے، ان کو قبول نہ کیا جائے کیونکہ ان باتوں سے یہود ونصاریٰ کو تقویت ملتی ہے۔

(اقضاءالصراط المستقیم)

قارئین کرام! علامہ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کی اس تحقیق سے ہم کو معلوم ہوا کہ انبیاء کے پیدائش کے دن جلوس نکالنا، جھنڈیاں لگانا، کھانا تقسیم کرنا یہ سب یہودیوں اور عیسائیوں کے کام ہیں۔ اب ہم ان نام نہاد علماء کرام سے سوال کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور عقیدت یہ سبق دیتی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان ﴿خالفوا الیھود والنصاریٰ﴾ کو پس پشت ڈال دیں۔ آپ کی دانائی کہاں گئی ہے۔

قارئین کرام! اگر ہم علامہ شبلی نعمانی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق پر غور کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ جس مہینہ میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہوئے وہ ربیع الاول کا مہینہ تھا اور تاریخ یکم سے لے کر بارہ تک کوئی سی تھی اور بعد میں انہوں نے لکھا کہ ۱۲ ہی صحیح ہے۔ اگر بارہ کو ٹھیک نہ بھی مانا جائے تو جتنے بھی اقوال ہیں، سب کے سب ربیع الاول کے بارے میں ہیں۔ ربیع الاول سے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی تاریخ کسی بھی طرح باہر نہیں جاتی اور ہم سارا مہینہ خوشی کرتے رہتے ہیں۔ اگر ہمارا کوئی اپنا فوت ہو جائے تو ہم ایک دن نہیں، دو دن نہیں بلکہ پورے چالیس دن تک سوگ مناتے ہیں اور چالیسواں کھا کر ہی مردے کی جان چھوڑتے ہیں اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے وفات کے مہینے میں ہم سارا مہینہ خوشی کرتے ہیں۔ یہ گستاخی نہیں تو کیا ہے......؟

محترم قارئین! ہم اس بات کا موازنہ کرنا چاہتے ہیں کہ ڈنمارکیوں اور یورپیوں نے ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخی کیوں کی......؟

تو ہم کو ایک ہی بات سمجھ میں آتی ہے کہ ہم خود نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانبردار نہیں تو دوسرا کوئی کیوں ہمارے نبی کا احترام کرے گا......؟

اگر ڈنمارکیوں کو پتہ چل جائے کہ مسلمان اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے دن جشن مناتے ہیں تو وہ ہمارے بارے میں کیسا خیال کریں گے......؟ وہ غلط ہونے کے باوجود اپنے؟ آپ کو صحیح سمجھنے لگیں گے۔

قارئین کرام! اگر یہ بات مان لی جائے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲ ربیع الاول کو پیدا ہوئے تھے، تو خوشی کا کوئی جواز ہی نہیں نکلتا کیونکہ صحیح روایات ہم کو یہ بتاتی ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اسی تاریخ کو فوت بھی ہوئے تھے۔ اگر کسی شخص کے بھائی کی شادی ہو اور شادی والے دن اس کی والدہ فوت ہو جائے تو کیا وہ اپنے بھائی کی شادی کی خوشی مناتا رہے گا......؟ بلکہ وہ شادی کو منسوخ کر دے گا اور اگر شادی کی خوشی کرے گا تو لوگ اس کو ماں کا نافرمان قرار دیں گے اور جبکہ اس دن ولادت ثابت بھی ہوتی۔ تو پھر خوشی اور جشن منانا کتنی بڑی حماقت ہے۔

## جشن کے نقصانات

محترم قارئین! آپ دیکھ رہے ہیں کہ آئے روز جشن کے نقصانات بڑھ رہے ہیں۔ عوام سہل پسند بنتی جا رہی ہے۔ کیونکہ وہ ظاہری محبت اور عقیدت کو نجات کا ذریعہ سمجھ بیٹھی ہے اور عمل سے بالکل فارغ ہو چکی ہے۔ جب دو چار نعروں اور نعتوں پر ہی جنت کے ٹکٹ عطا کر دیئے جائیں تو پھر عمل کی کوئی ضرورت باقی نہیں رہ جاتی۔

اور جیسا کہ آپ نے دیکھا اور سُنا کہ کراچی میں ایک عید میلاد کے جلسہ میں بم دھماکہ بھی ہوا جس میں ۵۰-۶۰ آدمی ہلاک ہو گئے۔

بقیہ صفحہ 33 پر